REGISTERED No. A 785



ممتاز المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

قیمت فی پرچہ

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کرسکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر شما لبلاست۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کردیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور اُنکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۳ نمبر ۴

مضامین غیر

بابتہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء

شراب کہنہ بجام نو

نمبر ۳

(تتمہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۱ء)

دکھا جام دے مجھ کو ساقی ورنگ
چلے آئے لندن کے نوابی وزیر
سبب انکے آنے کا ہے مستتر
اٹھایا ہے سر جو نیا شر نے
خدا ان سے بچائے سناتے ہیں یہ
تجارت میں جب دیکھیا ست
اسی سے ہے سرسبز دولت کا روکھ
گرا ہنگی دو دھا جاگ اٹھا
ادھر سے شر انگا میں تنزی ہوئی
چلا کچھ نہ کر لنگی کا سحر
بھری اسکے سر میں جو نوابی ہوا
کہا اس سے بھائی جنگی بھی ہے
مجھے ٹیکس دیجئے رنگ و ترنج
نہ دیگا کوئی بڑے کاموں میں خلل
گر یاد آیا نہ وہ صفات
ضرورت ہے ترتیب افواج کی
اسی سے چلے آئے نوابی وزیر
وہ نیپال کے چند شمشیر جنگ
جنہیں سے گھٹنے میں ہیں مستقیم
عجب کیا پڑے میں کچھ وفا کا حق
گر و شمنوں میں ہے ہندوستان
پہونچی نہ نیپال سے شعلے
بنہ ور سے گر نہ تو یار خار
مجھے کیوں ہو سودا ئے جمہوریت
کہا کس نے تو چین کے خواب دیکھ

کہ دلّی کو لندن کی ہوئی ہے ننگ
بڑے نیک طینت بڑے خوش ضمیر
بظاہر ہے مرحبہ ان کی نظر
ابھی لگے مرنے اور مارنے
تجارت میں بارہا نگا تے ہیں یہ
تجارت لباس تجارت غذا ست
ستائی ہے یہ ملک گیری کی بھوک
تو برٹش تجارت کا گھر اگ اٹھا
ادھر روس کی پشت گرمی ہوئی
دکھا کر آیا کچھ خانہ جنگی کا سحر
زغیروں سے لڑنے پہ مائل ہوا
لنگوٹی بھی ہے اور لنگی بھی ہے
بنے گا تو ہی شہر کا سیٹھ بچ
لگا چلنے چاہے تو آزو کے خلل
نہ ڈالی کسی طرح یاروں کی بات
بندے تا کر دھاکہ انگلش پڑی کی
کر دیکھیں یہاں کتنے ہیں بے صغیر
مطیع خیالات اہل فرنگ
بے امتیاز صحیح و سقیم
دو کچھ کریں خیر خواہی کا حق
ہو تبیں ملکوں میں جیسے زبان
بڑھ جائے تو سرکار سے نمک کھائے
بہ ساقیا ساغر ہے بیا ر
کہ قسمت میں تیری ہے مقدوریت
تو بیٹھے میں روسے خواب دیکھ

تجھے کیا ہو ملال ہوئی چین میں
جو سود دیتے کی تھیں تباہیں آئے
چھڑی جنگ آزادی ملک ال
کیا فتح جمہور نے تا بکمن
ہوئے مستعد بہر پیکار و جنگ
ہوئے چین پر نکتہ چین اور سلام
کلام ان بجھوں کا خدا سے سنا
یہ وہ دیکھیں جو لوگ مختار ہیں
جو مرغوب ہے ہم کو ان کی ادا
پلا ساقیا گھول کر اب افیم
کروں خانہ جنگی کی توصیف کچھ
ادھر تو حریفوں سے پیکار ہے
ہزاروں کٹے اور ہزاروں مرے
دماغوں میں کچھ ایسا آیا خلل
نہیں چین ہی پر یہ طاری بلا
عراق و عرب چین ایران و سندھ
ہے یورپ کے قبضے میں انکی کمیل
جنہیں ہے خیال وطن پروری
کہا ہر سے انبار کی مار ہے
دکھ فقط ہے سامنا اور وحشت
جو ہو جائیں اہل وطن متحد
دغا سے ہیں بیزار اہل عراق
نہیں چینیوں میں مروت کا نام
اسی پہ ہیں مغرور اہل عجم
انہیں یاد ہے بس افیم اور پلاؤ
فدائے وطن ان میں ہے اک گروہ
اٹھاتا ہے یہ کار ریاں و فرش
یہ فتوے میں لکھتے ہیں ملائے صدر
ہوئے نام اصلاح آئین ملک
محارم کی تو قیر کرتا ہے یہ
ہوئی حسب جمہوریت گر بلند
جو بزم سیاسی مرتب ہوئی
تو جھلا ئے ملاّ ئے رشوت پناہ
کبھی روس برٹش سے رشوت لی
لیا زر سہر ملک پر جڑ کے دھپ

مدبر وہیں تو سونا ہے تیری چین
دو اس آگ میں دل سے جا پڑی آیے
ہوئی خیر یہ ترقی و ال
تو دارالحکومت ہوا کاشن
جہاں ان جاپان و اہل فرنگ
دیا اسکو رزم و جدل کا پیام
گئے زہر پیکیوں سے نہ مطلق ہلا
یہ ہم تم کہ مجبور و بیکار ہیں
وہ ہے خانہ جنگی کی پیاری ادا
کہ ہو دفع دل سے الف لام میم
نفاق اور دورنگی کی تعریف کچھ
ادھر آپ ہی آپ بیزار ہے
ہوئے صاف یوں ہی پہ سا کے بچے
ہوا گرم بازار جنگ و جدل
اسی میں ہے کل ایشیا مبتلا
اسی سیکے سے کے ہیں یہ جھنڈ رند
وہ سب جا پہ پا بہ ادے دست و بغل
انہیں دوسری آفت ہے سینہ پڑی
تو اندر سے اپنوں کی یلغار ہے
ادھر ہے تیغ اور ادھر ہے بہشت
نہ ہوں جنگ پر غیروں مستعد
عرب کا ہے دستور کفر و نفاق
ازل سے ہیں وہ خوگر انتظام
کہ سارے زمانے سے فائق ہیں ہم
کھلاؤ پلاؤ اور چنڈو و پلاؤ
وہ بیچارہ ہے صید رنج و ستوہ
تو پڑتی ہے چندیا پہ ملا کی کفش
کہ غدار ہے جاری کرو حد غدر
تو کہتے ہیں کی سنے آئین ملک
شریعت کی تقصیر کرتا ہے یہ
تو ملاّ ئے گردوں میں ڈالی کمند
کہ غیروں کی چالوں سے مرعوب سی
کیا ایک دم میں سے بھی تباہ
کبھی حضرت شہ سے اجرت لی
مرے دونوں بیٹے کہا اور شرب

نہیں اب بھی ملکی ترقی پہ ختم
اگرچہ ہوا دور رفتار ختم
رضا شاہ ہیں گو زمانہ شناس
مگر ہوتی جاتی ہے ان سے بھی یاس
اگر باندھا صہبائے شاہی نے زور
تو ہو جائیں گے شاہ سے یہ بھی چور
خوشامد بنادے گی فرعون انھیں
تو روکے گا عہد وان سے کون انھیں
نہیں گے شہنشہ سے اللہ میاں
غضب میں پھنسے گی رعایا کی جان
کیا ہے فراہم بقصد فرار
بریشی خزانوں میں زر بے شمار
جماتیں نہیں انکی جلا آتی تھیں
یہ اصلاحیں بیکاری دکھاتی ہیں
نہیں ملک بھی زیر حکم عوام
وہی رشوہ گیری کا پھیلا ہے دام
رضا شاہ جب تھے سردار ملک
ترقی پہ تھے جملہ آثار ملک
تمام اہل دانش کو امید تھی
کہ اب عہد شاہی کی نکبت ملی
مگر اب تو شاہی کا ہے رکھ رکھاؤ
وہی ہے تنہیں وہی ہے بلاؤ
وہی ہیں مصاحب وہی ہیں ندیم
وہی ہے گزک اور وہی ہے ندیم
برہنہ جہازوں کی ہے لیکن
نہ قلعہ کوئی ہے نہ جنگی سپاہ
نجائیں عدو سرحدوں پہ اودھم
تو دیکھا کریں شاہ کیوان حشم
سعادت جو سال گزشتہ کی تھی
جو اک دھول وہابیوں نے جڑی
بہا جنگی خانے کے افسر کا خون
نہ رہنگی مگر کان پہ شہ کے جون
چھا جاؤ خنجر مرگ زون اسپ
نہیں خون شد و خون بہ جہان رسید
نہ سرحد ہے محکم نہ راہیں درست
ادا دے میں ہمت اور افعال سست

محمد علی شہ سے چھپٹی ملی
تو احمد علی شہ کو گدی ملی
جو احمد علی شہ روانہ ہوئے
تو شاہ رضا میر خانہ ہوئے
قرائن سے ہوتا ہے ثابت یہ طور
ابھی خانہ جنگی کا باقی ہے دور
پلا ساقیا لاکے تھوڑی چرس
چہ خفتہ چہ بیب۔ اور ۔۔۔۔ بس
یہی ہے ترقی بس ایران کی
کہ فیروزن میں ہیں تو لیں شان کی


یہ آب رو پونچھ ڈالیے ۔ بارش کی چھینٹیں چھتری نہیں روک سکتی ۔

منم صاحب حشمت و ملک و مال
منم پور رستم منم جد زال
کریں ترک افیون اڑائیں شراب
چھڑائیں خواتین کو بے حجاب
سر بزم والی ہی کھڑا کرے
نہ کلاہ تے نہ تو سے نہ ڈوکھڑا کرے
اگر گرم صحبت ہو احباب کی
تو پی لی ہو سا قی مے ناب کی
جو شوہر کا حق ہو وہی دوست کا
سبق لے کتاب ہمہ دوست کا

وہ ان باپ کا پور مطلق سے
وہ عاقل پسر ننگ والد ہے
رہے شغل گھوڑ دوڑ اور پولو کا
نہ نام آئے پڑھنے کا اور کوئی لو کا
نہ صنعت نہ حرفت نہ تعلیم ہو
اصول شریعت میں ترمیم ہو
وطن پروری سے نہ مطلب ہو کچھ
نہ تعلیم سائنس کا ڈھب ہو کچھ
فضا میں تمدن کی جوں یاد ہوا
رہیں یہ اسیر گیسو جفا
نہ فن تجارت سے ہو آگہی
ہے تہذیب یورپ کو حاصل ہی
سرگرم ہو توانا توں میں ہو تخلد
نہ ہوں ایسی کمال تو ہوں ناکارہ
رضا شاہ ایران کے آثار ہے
رہیں سیر ہم جان لیں کے ہیں
خطابی ہیں سیہ کی سوداگری
ہو صرف تماشائے غضب آگری
بنا ہے کہ اصلاح کا راہوار
ترقی کی منزل کا ہے رہ سپار
مگر اس نے پائی ہے چینٹی کی چال
خدا اس لائے نہ بیکا ہو بال
نہ دیکھے وہ شاعر جہنم کا پھول
کہ مشہور عالم ہے جیکا یہ قول
زمیں کیا جو تربت پہ پیلے رہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے
سنت سن چکا خانہ جنگی کا حال
ہدو ساقیا آب آتش جمال
نکالے ہیں سوویٹ نے کیا ہاتھ پاؤں
چلی آرہی ہے وہ تاروں کی چھاؤں
دل ایشیا کو نیا قاتی ہوئی
بچاتی ہوئی مسکراتی ہوئی
ارادہ ہے تسخیر کی ہند کا
بچا اس کے نخروں سے مولا بچا
یہ نیت کہ ہو ایشیا منجمد
عداوت یہ انگلش کے ہو مستعد

بظاہر غلط اور دو خوار ہے
مگر اسپہ یہ قحب تیار ہے
شرارت سے آتی نہیں باز یہ
نرالے دکھاتی ہے انداز یہ
ہوئی روس و انگلینڈ میں ایک جھوڑ
تو زرا گئے آرگس ے کے دوڑ
سفارت کی جا کر تماشی ہوئی
لہاسں شرارت کی جبہ گئی
وہاں انشر کی مسالہ ملا
کی ایک نے دوسرے سے گلا
وہ شرایا اور جان تک بھلائے
وہ غرایا اور جان تک ست ٹہائے
تماشی یہ پہلے تو غرفش ہوئی
مگر روسیون تما کی پھر پیش ہوئی
یہ تھا سال ماضی کا سیلا ذار
جو سر کھے تو شاید دکھائے بہار
پلا ساقیا لا کے گنجی میں سے
ابھی منزلیں چند کرنی ہیں طے
چلے کر نچ دمن دور ہو
سیاہی شب غم کی کافور ہو
چمکنے لگے پھر محبت کا ماہ
کرے لگک عشرت کا پھر قاہ قاہ
ہوئی شہر مدراس میں کانگرس
مدار ہم خبر دار تو نفسر اور مس
ہوئے ایسی الفت سے سب متحد
کہ گویا نہیں تھی کبھی ان میں ضد
ملین جیتے تو بھڑکی نہ پھر ساقیا
نہوں بھوت پھر ہو کے بے اولیا
چھلکتا ہوا ساغر ایک اور دے
دکر دیر دینے میں فی الفور دے
جسے پی کے ہو جائے تسکین قلب
جسے پیتے ہی ہو غم و رنج سلب
یہین رہا گر غم کے تم ساقیا
تو پھر بھی دہ ہو عقل گم ساقیا
سن بست و ہشتم روانہ ہوا
جہنم میں اس کا ٹھکانا ہوا

سن حال کا خیر مقدم ہو اب
نہ صدمہ کوئی ہو نہ کوئی تعب
جو ہم کو ستائے وہ نا پید ہو
وہ ہو کوئی خالد ہو یا زید ہو
ترقی پہ اقبال ہو پنچ کا
ظرافت میں ہو ذائقہ لیچ کا
رہے جگمگاتا ظرافت کا تاج
ہے گمرہان ہادی مثل سراج
ہدایت کرے وہ ظرافت کے ساتھ
نصیحت کرے وہ لطافت کے ساتھ
نہ ثانی ہو اس کا کسی شہر میں
او دھ پنچ یگ جگ جیے دہر میں
ظرافت کی پھیلے سدا روشنی
رہیں مستم ہو بدو سے دلی
مطالب ایڈیٹر کے بر آئیں سب
رہے اس پہ لطف ہمایوں رب
خریدار خوشحال و خرم رہیں
وہ خنت بنت رہیں اور جم جم رہیں
نویسندگان ظرافت رقم
خدا کا رہے سب پہ فضل و کرم
کلی دل کی پژمردہ ہونے نہ پائے
ہنسے خود بھی اور دوسروں کو ہنسائے
پریس اور کاتب اور سنگ ساز
خدایا ہوں ان سب کی عمریں دراز
لے جام اکتائے نمبر تھری
ہوئی ختم بندے کی اب شاعری
دعا پر ہوا ساقی نامہ تمام
فقط والسلام والسلام

راقم

رند قدیم

نظم

بات تھوڑی سوانگ بہتیرے
خانہ مضمون کو کس طرح گھیرے

خط کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے
ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

شرح ادبار بر کلام اقبال

مرزا پنچ۔ پیچھے حضرت دوسرا تحفہ۔ یہ کیلنڈر ہی سے نہیں دلی کی جامعہ ملیہ اسلامیہ سے ملا ہے چھوٹے سے کارڈ پر سلیقے سے اس شعر فارسی کے بہت خوبصورت چھپے ہوئے ہیں۔ سر سے پر خط شرح لکھا ہے۔ جامعہ کا معنی یہ جامعہ عربی کی طرف کو بھی گئے ہیں۔ کسی ادیب نے اس جامعہ کی مہر چاند تارے کی شکل میں غالبا اسی وجہ سے کی ہے کہ طرف کی شکل سے ملتی جلتی ہے۔ اس چاند تارے کے پیٹ میں دو درخت کھجور کے بھی بنے ہیں یہ بھی کسی ادیب کی شوخی طبع پر دلالت کرتے ہیں۔ کیا معنی کہ منتقلہ تحفہ کا ترجمہ ہے خرا ایک مشت طالبان جامعہ بعد فراغ رنگ لڑکے ہونے کی وجہ سے مٹھی بھر کھجوروں پر قناعت نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے

اس لال لال مہر کے نیچے کالی کالی بحر سطریں ہیں جن میں نقاش نے حروف ایک خاص ترتیب سے جمع کر دیے ہیں واللہ بالکل معلوم ہوتا ہے جیسے کچھ لکھا ہے۔ ان ان لکھا ہے۔ اور پڑھا بھی جاتا ہے جس پڑھے لکھے آدمی کے سامنے رکھ دیجیے گا وہ پڑھے گا اور جھٹ سے کہہ دے گا کہ یہ کوئی فارسی ترانہ ہے اور ترانہ باصطلاح موسیقی بے معنی الفاظ یعنی بلفظ مخصوص تنانا توم تنانا توم ہمارے دلی نوم

ہندوستانیوں کے فارسی دیوان کی تشبیہ ایک مقبول ناظم نجتہ کار ظریف شاعر نے خوب دی ہے فرماتا ہے ؎

فارسی میں کسی ہندی کا جو دیوان نکلا
بیضۂ بلبل شیراز سے الو بیان نکلا

اس تشبیہ کی باریکیاں عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتیں اسلیے توضیح کی ضرورت ہے۔ سنیے حضرت بلبل کی بولی ایک ترجمان ہوتی ہے جو ہر موسم میں ہر ایک جگہ کے جبل برتے ہیں اور ایک خاص موسم بہار ہے جیسے گلاب کی لمبی لمبی شاخوں پر نیسانی ہر کے شامیانے کے نیچے بیٹھ گئے اور دوسرے حریف کو وہاں کمر لے کا پیام جنگ دیکے حضرت ہوتے ہیں

شیراز کا بلبل دُنیا بھر میں مشہور ہے۔ اسی طرح جناب مولوی ٹُٹیاں صاحب (طوطے کی چھوٹی قسم) کی بھی دو بولیاں ہیں ایک عام وہبی و قدرتی یعنی ٹے ٹے ٹرٹیں۔ اور دوسری کسبی یعنی سکھائی ہوئی عارفان علم بیجانی جانتے ہیں کہ سکھائی ہوئی بولی کے معانی جناب مولوی ٹُٹیاں صاحب نہیں جانتے وہ صرف آواز کی نقل فرماتے ہیں جو دماغی آلہ حافظۃ الصوت میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ مولوی ٹُٹیاں صاحب اتنے ذہین نہیں ہوتے جتنے حضرت مولانا ببر صاحب ہوتے ہیں۔ جس طرح شیراز کا بلبل مشہور ہے اُسی طرح ہندوستانی ٹُٹیاں مشہور ہے۔ مولوی ٹُٹیاں صاحب ذری دیر گیر ہیں مگر سخت گیر۔ شعر مذکور میں قصد شاعر یہ ہے کہ اُن دو مختلف جانوروں کی بولیوں کا تفاوت دکھائے جن میں سے ایک کی عام اور خاص دونوں قسم کی بولیاں وہبی ہیں اور دوسرے کی وہبی بولی تو ہے ٹیں ٹیں مگر صحبت کے اثر اور نقالی کی قوت کے بذریعہ اکتساب اُسکی زبان سے کچھ الفاظ نکلوا دیے جنکے معنی وہ خود نہیں جانتا مثلاً کو "مٹھو بیٹے" کہتے سنا تو وہی یاد کر لیا۔ "آنا دو" تو یاد ہے مگر "دو آنے" کا مفہوم جانتے ہیں نہ "دو" کے معنی "بیضہ" ہے بلبل شیراز کا۔ فطرت کا مقتضے یہ تھا کہ انہیں سے بلبل نکلتا اور وہبی ہزار داستانی کا ثبوت پیش کرتا مگر ناجنس کی تربیت نے او دا بل [illegible] ببر صاحب نکلے تو پہلے ٹیں ٹیں ٹرٹیں کہتے رہے (ان حرفوں کا وجود فارسی الف بے میں نہیں ہے) بعد ازاں بہشتی آب و ہوا میں رہنے اور ناجنس کی صحبت پانے سے جو آوازیں کانوں میں پڑیں وہی بولنے لگے۔

وجہ جامعہ کے مصنف صاحب کا دیوان ہمارے سامنے نہیں ہے ورنہ ہم ٹُٹیاں براری بیضہ بلبل کے زیادہ نمونے پیش کر سکیں۔ حروف کی دو چار سطریں پڑھکر ہمیں لیٹے کا ردا کے خوش سلیقہ سب پنجرے سے میں چند ٹُٹیاں بند ہیں یہ نہیں معلوم کہ انکی عمر کیا ہے اور کب شاعر صاحب دام اقبالہ کو شیراز سے ویئے ؟

اڑے دستیاب ہوئے" فرماتے ہیں ؎

اے کہ از خم خانۂ فطرت بجامم ریختی
زآتش صہبائے من گُداز مینائے مرا

پہلے مصرعہ کا ہندی ترجمہ تو یہ ہوا کہ فطرت یا قدرتی خمخانہ (شراب کے گھڑوں کا گدام) سے میرے جام (پیالہ) میں تو نے ٹپکائی۔ (یا تو خود ٹپک پڑا۔ دونوں معنی ہو سکتے ہیں)

اور دوسرے مصرعہ کے معنی اگر منقول عنہ کی صحت پر اعتبار کیجیے اور "گُداز" پڑھیے تو یہ ہوں گے "کہ میری شراب کی آگ سے میرے کنٹر (شیشہ) کو پھوڑ دے"

اور اگر "گُداز" پڑھیے تو یہ معنی ہوئے :۔

"میری ہی شراب کی آگ سے میرا شیشہ پگھلادے"

بہر تقدیر "شراب" میں بھی الفاظ ہی ہوتے ہیں البتہ ایک لفظ دوسرے سے معنوی ربط نہیں رکھتا۔ آپ خود ہی معائنہ کر سکتے ہیں کہ یہاں معنوی ربط نہ لفظ کو لفظ سے ہے نہ ایک مصرعے کو دوسرے مصرعے سے۔ یہ تو ہوا ایک وصف۔

دوسرا وصف سنیے۔ مشہور کنایات بھی شعرا اس نہج سے استعمال کرتے ہیں کہ جس امر کی طرف کنایہ ہے وہ محل استعمال سے بغیر تصریح سننے والے پر واضح ہو جائے۔ حضرت ہیں کنایہ کے موجد اور سمجھتے ہیں کہ جن ذہنی مصروفات یعنی ایجادات سے ہم کام لے رہے ہیں وہ عام ہو چکے ہیں اور تمام اہل ہنر اُنھیں جانتے بھی ہیں لہذا ایسے قرینہ کی ضرورت نہیں جو سامع کے ذہن کو اصل مقصود کی طرف کھینچ لیجائے۔ مثلاً ایک فلسفی شاعر کی مثنوی کا شعر ہے ؎

او مرے دل کے جلانے والے
آگ میں آگ لگانے والے (مرزا)

"آگ" سے "دل" کی تعبیر شعرا میں کھائی ہوئی بات ہے یہاں دل جلانے سے مراد ہے "خلاف مزاج اور ناگوار برتاؤ" (مثلاً وصل سے انکار، دور رہنے پر اصرار۔ ہوتے ہیں کہ [illegible] اہل [illegible] میں مشہور رہے۔ ان دونوں باتوں کی شہرت دوسرے مصرعے کے معنی کا لطف ظاہر کرتی ہے۔

"دل کیا جلایا آگ میں آگ لگائی"

یا مثلاً میر صاحب فرماتے ہیں ؎

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

یہاں میر صاحب کا مقصود کلیم (موسیٰ) کی [illegible] کا اظہار ہے۔ کلیم کا قصہ مشہور ہے اور آتش عشق حقیقی یا صحیح شوق کے دقائق و اسرار بھی مشہور ہیں۔ کلیم کوہ طور پر گئے تھے وہاں اُنھوں نے دیدار الٰہی کی آرزو ظاہر کی تھی۔ پہلے انکار ہوا پھر ایک برق چمکا کے دل کی مضبوطی کا امتحان لیا گیا یا محال کا محال ہونا واضح کر دیا گیا بجلی چمکی طالب دیدار غش کھا کے گرا۔ آگ لگی کوہ طور کے سر گئی وہ جل کے خاک ہو گیا۔ غش کھا کے گر پڑنے کے یہ معنی ہوئے کہ دل افسردہ تھا ورنہ جس دل میں آتش اشتیاق بھڑک اُٹھتی ہے وہ کہیں بجلی کی چمک سے مرعوب ہوتا ہے؟ سو کوہ طور ایک [illegible] کی طرح ڈھیر کیے جائیں تو دل سے نکلا ہوا شعلہ اُنھیں خاک سیاہ کر دے۔ کلیم اپنے دل کی آگ سے بجلی کا مقابلہ کرتے بیہوش نہ ہوتے "دیدار" پر اصرار کرتے رہتے تو شاید شوق پورا ہو جاتا۔ جناب زیر تنقید شعر کے معنی بھی اسی طرح میں سمجھا دیجیے۔

"خمخانۂ فطرت" کیا ہے؟

"بجامم" کیا ہے؟

"آتش صہبائے من" کیا ہے؟

"مینا گُدازی" یا "مینا گُذاری" کیا ہے؟

"شراب خانہ" اور "شراب" کے لوازم میں شہرت کمال دیکھیے۔ خمخانۂ فطرت کو فطرت کہیے۔ جام سے ظرف نفس انسانی یا دل خاطر مراد لیجیے۔ جو چیز اس جام میں ٹپکی اُسے روح [illegible] فرض کیجیے تب بھی "آتش صہبائے من گداز" یا "گداز مینائے مرا" کا مفہوم سمجھ کے تجربے سے نکلا جاتا ہے اور "توم تنانانا توم تنانا" پڑھ رہا ہے بتعرض الفاظ میں آواز نہیں ہوگی اس وجہ سے فقرے کا لطف بھی اس ٹیں ٹیں ٹرٹیں سے حاصل نہیں ہو سکتا حضرت شاعر دام اقبالہ اگر شیرازی بلبل پاتے اور اُسکے دہنے حاصل فرماتے ہیں تو اُنھیں [illegible]



ج۔پارٹی۔ ابے غیرت بے شرم؟
ش۔پارٹی۔ یہی میں بھی خیال کرتا ہوں۔ مرید بران سرکش۔
شورہ پشت اور متمرد بھی۔

ج۔پارٹی۔ بھلا اس کے سوا اور کیا ہے۔
ش۔پارٹی۔ جو کچھ رائے عالی ہو۔
کانگریس پارٹی۔ بجا ہم کیا کہیں؟

کہ لڑیان کی شرکت سے ان بلبلوں کو بچائیں۔ اور بلبلوں کی جگہ لڑیان کی نمائش نہ فرمائیں۔ لڑیان کا دوسرا جوڑا ملاحظہ ہو ؎

عشق را سرمایہ ساز از گرمی فریاد من
شعلہ بیباک گردان خاک مینائے مرا

میری فریاد کی جلن سے عشق کی پونجی بنا میرے مینا کو، طور کو ایک شعلہ بے باک کر دے یہ

یہ تو ہوا ترجمہ۔ اگر آپ ترجمے سے شاعر کا مطلب نہیں سمجھے تو بندہ مجبور ہے۔ مخاطب کا نام ظاہر نہیں ہے۔ "اے کہ" کہتے ہیں وہ خم خانہ فطرت سے "جام" میں خود ٹپکتا یا کچھ ٹپکاتا ہے یہی اسکی صفت ہے۔ پہلی فرمائش یہ ہوئی کہ میری شراب کی آگ سے میری مینا کو پگھلا دے۔ دوسری فرمائش یہ ہے کہ پہل بچار (فرہاد) کی چونک (اصل لفظ ونک ہے) سیٹ کے اس سے عشق کی پونجی بار کر دینا اور تیسری فرمائش یہ ہوئی کہ میرے مینا کی راکھ یا بھبل ایک ڈھیٹ ... میں ہے۔ اگر عشق کوئی جنا ہے تو پہل بچار کی دھونک اسکی روک ہو سکتی ہے لیکن کو مینا کی بھبل ڈھیٹ ڈلا ہین کے اس نیچے کا کیا بنائے گی! کیا یہ بجاج (سوڈا) کی قسم ہوگی ہے۔

آخری جوڑا یہ ہے ؎

چون بمیرم از غبارم چراغ لالہ ساز
تازہ کن داغ مرا سوزان بصحرائے مرا

فرماتے ہیں "جب وہ شخص مر جائے تو اسکی ریت سے لالے کا چراغ بنا دے (یہ چوتھی فرمائش ہے) اس شخص کے داغ کو ہرا کر کسی جنگل میں جلا دے۔ (یہ پانچویں فرمائش ہے)" آپ کو واللہ ان پانچوں فرمائشوں کو یکجا فرما کے ذرا دیکھیے تو عجب دل لگی ہے۔ واہ "آتش صہبا سے مینا" (دلتیح نہ پوچھیے، ہم کھیل دیا ہو چکی) گرمی فریاد سے عشق کا سرمایہ بھی بنا مینائے شاعر کی خاک شعلہ بیباک ہوئی اتنی باتیں زندگی سے متعلق ہیں اب شاعر کی جان سے دوسرا ... انتقال کیا تو خاک کا چراغ لالے کی صورت میں تیار ہوا اسمیں نیا داغ پڑا اور ایک صحرا میں جلا دیا گیا۔ بس تین تین ڈیڑھ۔ نہ ہم سمجھے نہ آپ۔ ماہر شا بسلامت۔ وہی جانے جو خم خانہ فطرت سے جام میں ٹپکا۔

علامہ سیفو اہم کا یہ ہو یہ جامعہ را انحسن بکم۔ گوش کنید و کور شوید ؎

شمع فانوس خیالی را بکام ریختی
بلبل سرائے افسونی بدام ریختی
سرمہ دنبالہ شلوار خام ریختی
اے کہ از خم خانہ فطرت بجام ریختی
نہ آتش صہبائے من بگداز مینائے مرا
اے کہ از مینائے گیان دل بسبو ریختی
اے کہ از مینائے گوہی عشق در دو ریختی
چوب گردن راجہ شمشیر جوان آمیختی
اے کہ از خم خانہ فطرت ...... آخر

دیگر گوش کنید ؎

از خاک بستان زائے طوطی جدا دین
دل جگر بنا فروز سر کہ بپا دین
چشم را نبان نباز دبے ستون فرہاد من
عشق را سرمایہ ساز از گرمی فریاد من
شعلہ بیباک گردان خاک مینائے مرا

الصبہ الثالثہ ؎

شیروان برگشتہ و از دود تیغ لالہ ساز
برگ فرخندہ و نظر جنہ او داغ لالہ ساز
سنگ بست وادی عمان داغ لالہ ساز
چون بمیرم از غبارم چراغ لالہ ساز
تازہ کن داغ مرا سوزان بصحرائے مرا

واللہ اگر معنی و مطلب سے کچھ غرض نہ ہو تو شاعری بہت آسان چیز ہے صرف وزن شعری کا جاننا کافی ہے۔ یوں کہنے کو تو ہم نے تصوف کی نظم و نثر کتابیں دیکھی ہیں اور شعرائے ایران کا کلام اکثر زیر مطالعہ رہا مگر درحقیقت ہم خود اس وادی میں اجنبی محض ہیں اور خدا جانتا ہے کہ دل نہیں باور کرتا۔ بار بار یہی کہتا ہے کہ ہرگز یہ کلام مشہور لائق فائق شاعر ... نہیں کارڈ میں کوئی پتا نشان نہیں کسی نے دل لگی کی ہے جھوٹ موٹ تخلص لکھ دیا تاکہ ایک فری کامل کی آڑ میں رہ کے سخنوروں کے اعتراض سے محفوظ رہے۔

بہرحال دل لگی ہو چکی۔ ذہن کی بلادت اور علم کوتہ سفر ہوتا اگر معنی تھی سے معذور ہے تو خدا کے لیے کوئی صاحب "وبہ جامعہ" کے اشعار کی شرح لکھ کے ہمیں مطمئن کر دیں مگر کنایات و استعارات کی توضیح خود ساختہ نہ ہو۔ دوسرے شعرا کی سند ضرور پیش فرمائیں اگر ہمارا اطمینان ہو گیا تو ہم فوراً اپنی غلطی کا اعلان کر دیں گے خدانخواستہ کوئی دلی کدورت نہیں۔ یہ کسی کا نقص دوسرے شخص کو اہل کمال کی فہرست میں جگہ دلا سکتا ہے۔ اچھا جناب مولانا!

ٹین ٹین ڈیڑھ فقط

راقم

طالب عفو از بار الشعرا عفی عنہ

مولانا پنچ کی نوٹ بک

شب براتی پڑاقا

دیکھا آپنے خواجہ حسن نظامی صاحب کو ہم دو برس سے منع کر رہے ہیں کہ آتش بازی سے آگ ڈونٹ بھی نہیں۔ یہ آگ ہے کسی کی دوست نہیں کبھی علیحدہ ہوتی ہے اور کبھی سرکش ہو جب۔ مگر حضرت کس کی سنتے ہیں آخر شب برات آنے بھی نہ پائی تھی کہ آتشبازی نے انتقام کی ٹھہرائی۔ عام خیال تو یہ ہے کہ ان پر کسی دشمن نے پستول سے حملہ کیا مگر جناب کوئی عام خیال کے باپ کے نوکر نہیں ہیں۔ ہو نہ ہو مرحوم آتشبازی کی دل میں دبی ہوئی آگ کا شعلہ تھا جو کئی سال بعد بھڑک اٹھا۔ ابھی اس دشمن جٹ کا مرتکب گرفتار نہیں ہوا لیکن پولیس نے نظر بچا جس شخص کو پکڑا ہے وہ ایک نوجوان ہے۔ حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ بجائی سنو لیا مرحوم دشمن آتشبازی تھے یا نہیں؟

خیر بڑی کل بل ٹل گئی۔ ہمارے خواجہ بچے بال بال بچے اور آتش بازی کے خراب نتائج کا خوفناک مشاہدہ کرنے کے بعد بچے۔ اُمید ہے کہ اب وہ دریا میں آگ کا جس نہ دیکھنے دینگے اور یہ خطرناک چیز اب کہیں ڈھونڈے نہ ملے گی۔ بڑھوں کے ساتھ بھی پکھنت شغل کرنے لگی۔
" بازی بازی بریش بابا ہم بازی "

ردیف نہیں ہے

گزشتہ ہفتہ میں انجمن معراج الادب کا دوسرا عام مشاعرہ ہوا اور خوب ہوا۔ سنتے ہیں کہ محفل کی آرائش میں کامل اہتمام کیا گیا تھا۔ اکثر نامی شعرا موجود تھے۔ غزلیں پڑھی گئیں۔ داد میں کچھ کسر تو ہوتا نہیں۔ قسمت وروں کو سامعین کی طرف سے پیٹ بھر کے دی گئی۔

طرح کا مصرعہ تھا ہے

دُنیا تہ اُلٹ دوں تو میرا نام نہیں ہے

منتظم انجمن نے اعلان میں پہلے ہی سے کہہ دیا تھا
ز قافیہ۔ کام آرام۔ ردیف "نہیں ہے"

وہی ہوا اکثر شاعروں کے اشعار میں کہیں ردیف کا نام نہیں ہے۔ صاحب بفضل خدا معلق۔ بالکل بیکار خواہ مخواہ بیت کا وزن پورا کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اکثر اشعار میں محاورے کا خون کرتے اور مہمل نظر آتے ہیں۔

مشہور ہے کہ شاعر جان بوجھ کے کسی عیب کا ارتکاب کرے تو وہ عیب مواخذہ کے قابل نہیں رہتا حافظ شیرازی فرماتے ہیں ہے

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

حرف ردی پہلے مصرعے میں ساکن دوسرے میں متحرک ہے مگر صلاح کار سے بے تعلقی کا اعلان آ رہے گی۔ شاد مرحوم کہتے ہیں ہے

مثل ہو شاد بالکل سچ ہے مری بے زبانوں کی
زبان شیریں ملک گیری زبان شیریں ملک باکا
بیان کچھ بچی بانی کا اثر ... اور شاعر کی غلطی ...

ہو جانے پر بھی شاعر کی جان معترضین کے حملوں سے بچا تا ہے۔

لہذا اب نہ رہا کوئی حق ہے کہ خشنو ہو جانے پر کسی کو اعتراض کرنے کا اور پر غرّانے کے۔ اسلیئے کہ سکریٹری صاحب خود ہی کہتے ہیں "ردیف نہیں ہے" ہاں صاحب نہیں ہے۔ نہیں ہے مطلق نہیں ہے۔

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

جن لوگوں نے امیر حمزہ کی داستان دیکھی ہے انھیں خواجہ عمرو عیار کے "دام الیاسی" کے خواص معلوم ہو نگے۔ یہ جال (یعنی دام داروغاک) کا تابع فرمان تھا۔ کہ دیا کہ بڑھ جا تو حد و د عالم تک بڑھ گیا۔ کم ہو کا اشارہ کیا تو دانہ خشخاس میں سما گیا۔ غرض کی نہ کوئی متنفس ہو سکے اسی میں چھپ رہتی تھی۔

ہمیں اس دام سے بھی عجیب تر ایک قانون کا علم ہے جسکی وسعت کے آگے دام الیاسی کی حقیقت نہیں اسے عرف عام میں قانون اشتباہ کہتے ہیں یہ مثل دام الیاسی پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ اسکے مقابلے میں کوئی فسوں کام نہیں دیتا۔ خدا نہ کرے کہ شبہ کے دام میں کوئی بیگناہ پھنسے۔ پھر ایک نہیں چلتی۔ چنانچہ سنتے ہیں کہ ایک غریب مجرم کے شبہ میں گرفتار ہو کے مہینوں اپنے نصیبوں کو پھینکتا رہا۔ جالان ہونے پر مجسٹریٹ نے رہا کر دیا۔ وہیں انسانیت فرمائی کہ تجویز میں بھی اظہار افسوس کیا اور زبانی بھی کہا "آپ کو بہت تکلیف ہوئی مجھے افسوس ہے" کیسے وہ غریب آپکے افسوس کو اوڑھے یا بچھائے خدا جانے اتنے دن کیونکر کٹے دل پر کیا گزری۔ زن و فرزند کا کیا حال ہوا۔ یہ افسوس خشک اُسکے کس کام کا۔

پروفیسر لال بجھکڑ

دہلی کے پروفیسر سندرشنگی صاحب بھی دور حاضر کے لال بجھکڑ ہیں آپ کے چند مطبوعہ اقوالات ہم نے دیکھے خلاصہ سن لیجیے۔ فرماتے ہیں کہ سائمن کمیشن ابتدا میں رابتیہ اور برحال ہو گا مگر انجام میں وہی ہو گا جو ہندستانی چاہیں گے۔ فقط ہندستانیوں کے دیسے

وسیع ہو جائے گی۔ خطاب پائے ہوئے ہندوستانی اور والیان ملک اسکی حمایت کرینگے۔ دینی بائیکاٹ کا پٹ کا پھس پھسا کے رہ جائے گا اور جناب سائمن آئندہ اعلیٰ حکومت ہند کی کرسی پر جلوہ افروز ہونگے۔

یہ پیشین گوئی واقعی بہت گہری ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف کی گوہر افشانی سے معلوم ہوا کہ دُنیا اہل کمال سے خالی نہیں۔ اگلے زمانہ میں بھی ایک منجم جب ابر آتا تھا تو کہتا تھا کہ پانی برسے گا۔ اکثر اسکی پیشگوئی ٹھیک ہوتی تھی۔ پروفیسر صاحب کے بارے میں عام شہرت ہے کہ آپ جس طرح ہونے والی ہے بہت آسانی کے ساتھ بتا دیتے ہیں پھر کیا کمال ہے انھیں فرق ہو۔

البتہ آخری بات میں ذرا سا شبہ ہے یعنی مسٹر سائمن کیونکر وائسرائے ہو نگے بالکل ممکن ہے کہ اخبار نویسوں نے کمیشن کا کام کرنے کی غرض سے یہ پخ لگا چھوڑا ہے۔ تاکہ دُنیا اس جوکھو بالکل خارج سے ڈر جائے۔ لیڈر یہی سمجھ جائیں کہ آئندہ حضرت ہی سے سابقہ ہو گا بگاڑنا ٹھیک نہیں۔ چار کرو مقدار امید وار جنہیں نیاز سے بھرے ہوئے ہیں ... کہ چادر میں پہلے سے کسی امر کے ظہور کا ... آج تک نہیں ہوا۔

اختصارات

ہڑتال نے زور باندھا شہر بھر میں کسی کی مجال ہڑتال نہیں ہوتے کانگریس کی ہڑتال والیڈروں کا چرا غل تمام شہر میں سناٹا ہو گا (ابی ہڑتال کا اعلان)

لاحول ولا قوۃ کیسی ہڑتال۔ تیسری فروری کو سائمن کمیشن کی آمد کی خوشی میں تو آتشبازی چھوٹی اور شب برات تک برابر چھوٹے گی۔ عید میلاد کا مسئلہ طے ہو اور ہڑتال ہو جائے یہ ناممکن ہے۔ ہندوؤں کا ساتھ دوں دے دیا کمیٹی کا قول۔ انشاءاللہ سرکاری اعلان۔

وفادار ان حکومت نے سیمن کمیشن کا استقبال کیا چنو خرو لیشت کیا اچھا ہے مگر انھیں شکست ہوئی۔ عنقریب کمیشن اپنا کام شروع کرے گا۔ ملک آپ ہو بالکل کمیشن کے موافق ہے۔ سپاسنامہ اور مبارکباد کے تار چلے آتے ہیں جواب دینے کی مہلت نہیں۔

ملکی خلافت کا اعلان ... آئندہ کھلا ہے

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس میں [illegible] ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُرون کے محفوظ رکھنے بلکہ [illegible] کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا [illegible] دُھرپد و ہوریاں اس کتاب مین اُن سے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر نہین تو کتاب [illegible] ایسی نہایت آسانی سے قبلے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ہو [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا [illegible] اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام مین اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایہ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

حصہ اول [illegible] فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

بلطف حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔ صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان پشتی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔